



شہینہ چند امہتاب

اس کا نام اگر نادر تھا تو دوسری جانب اس کا نام نادرہ تھا نادر اگر پانچ بہنوں کا اکلوتا بھائی تھا تو دوسری جانب وہ بھی پانچ بھائیوں کی اکلوتی بہن تھی نادر اگر پانچ بہنوں سے چھوٹا تھا تو وہ بھی پانچ بھائیوں سے چھوٹی تھی نادر اگر چھوٹا ہونے کے ناطے بے حد اتھرا تھا تو نادرہ بھی اکلوتی ہونے کی وجہ سے لاڈ پیار میں بگڑی بے حد بدتمیز تھی جو ہر معاملے میں اپنی مرضی چلانے کی عادی

ناولٹ

دونوں کو کچھ کہہ دیتا تو دادی مارنے مرنے پر اتر آتی یہی وجہ ہے خاندان والوں کی کیا خود والدین میں بھی یہ جرات نہ تھی کہ ان کی بدتمیزی پر ان کو ٹوک سکیں باہر سے تو سب خیر ہی تھی دادی کے لئے اصل مسئلہ ان دونوں کی دشمنی کا تھا وہ دونوں بچپن ہی سے ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے۔ یوں تو دشمنی کی وجہ کچھ خاص نہ تھی گھر کے صحن میں ایک درخت تھا جس میں ٹیٹھی گوند لگی تھی نادر شوق سے کھاتا تھا اور نادرہ کو بھی وہ بہت مزیدار لگتی تھی وہ ہمیشہ نادر سے پہلے اٹھتی اور ساری گوند کھا جاتی گو کہ اس کے بعد اس کو نادر کی مار بھی کھانی پڑتی مگر وہ باز نہ آتی، اس کو نادر کو تپانے اور جلانے میں مزہ آتا تھا اس روز روز کی لڑائی سے تنگ آ کر دادی نے دونوں کی باری طے کر دی ایک دن نادر گوند کھائے گا تو دوسرے دن نادرہ اور یوں گھر میں سکون ہو گیا، نادرہ، نادر



کے سکے تائے کی بیٹی تھی دونوں کے والدین محمد اور فرید محمد اپنے خاندان گھر میں اکٹھے اپنی والدہ کے ساتھ رہتے تھے والد کب کے فوت ہو چکے تھے ان کی چار بہنیں تھیں اور چاروں ان سے بڑی تھیں اور اپنے گھروں میں خوش خرم زندگی بسر کر رہی تھیں چند ایکڑ زمین بھی جس سے ٹھیک ٹھاک گزر بسر ہو رہی تھی۔

دین محمد نے اپنے دونوں بڑے بیٹوں کے رشتے فرید محمد کی دونوں بڑی بیٹیوں سے طے کر دیئے تھے شادی ہونا ابھی باقی تھی دونوں بھائیوں میں اگر بے حد محبت تھی تو دونوں کی بیویاں بھی ایک دوسرے کی سہیلیاں بن کر رہتی تھیں۔

☆☆☆

باری طے ہونے کے بعد گھر میں امن ہو گیا تھا مگر یہ امن عارضی ثابت ہوا صرف چند ہفتے گھر میں سکون رہا پھر ایک دن جب نادر کی باری اچانک نادرہ کی آنکھ کھلی تو وہ جکے سے جا کر بیٹھی گوند لگی ہوئی تھی مزے سے کھا کر واپسی آ کر لیٹی اور پھر سو گئی آنکھ نادرہ کے اچانک گال پر پڑنے والے تھپڑ سے کھلی تھپڑا ہوا زوردار تھا کہ نادرہ کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکل گئی اور پھر وہ بھائیوں کو سنانے کے لئے اپنی آوازیں رونے لگی ان دونوں کے قریب سب سے پہلے پہنچنے والی دادی تھی۔

”کیا ہوا“ انہوں نے ڈانٹ کر نادرہ سے پوچھا مگر چہرے پر غصہ نام کو نہ تھا۔
”آج پھر اس نے میری گوند کھائی ہے۔“
نادرہ نے خونی آنکھوں سے نادرہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”خود کمینہ ہو گا، دادی میں نے گوند نہیں کھائی ہے۔“ وہ صاف مکرگئی نادرہ ایک اور تھپڑ مارنا چاہتا تھا مگر تب سارے گھر والے نادرہ کے

رونے کی آوازیں کر ان کے قریب آ چکے تھے، نادرہ کی ماں کو معلوم تھا غلطی نادرہ کی ہے وہ جب نماز کے لئے اٹھی تو نادرہ کی آنکھ کھل گئی اور انہوں نے خود اس کو گوند کھاتے دیکھا تھا ویسے بھی گھر میں اور کوئی گوند کھانا پسند نہیں کرتا تھا، تاہم تب ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ آج نادرہ کی باری تھی مگر نادرہ کے تینوں چھوٹے بھائی سخت غصے میں تھے کہ نادرہ کے ہونٹ سے خون نکل رہا تھا مگر دادی کی وجہ تینوں غصہ پینے پر مجبور تھے، صورت حال کا اندازہ ہوتے ہی دادی نادرہ کو جلدی سے اپنے کمرے میں لے گئیں، ادھر نادرہ کو ماں کو گلے سے لگا کر پیار کیا مگر پھپھر زوردار تھا وہ بھائی تو بڑے بڑے تھے مگر تینوں چھوٹے بھائی جو نادرہ سے بہر حال بڑے تھے مل کر فیصلہ کیا کہ وہ اس بار نادرہ کو ہرگز نہ چھوڑیں گے اور جو انہوں نے سوچا وہی کیا بھی باہر شام کے وقت ڈیرے پر انہوں نے نادرہ کو پکڑا اور ساری کسر نکال دی نادرہ خود بھی خوب صحت مند تھا، مگر وہ تین تھے اور پھر بڑے بھی تھے اس لئے مار کھا کر روتا ہوا گھر پہنچا اور سیدھا دادی کے پاس گیا اور گھر میں گویا قیامت آگئی دادی نادرہ کو ساتھ لئے اپنے کمرے سے باہر آئیں اور چیخ کر پوچھا۔

”ان تینوں نے جرات کیسے کی نادرہ پر ہاتھ اٹھانے کی۔“ مارے شدید غصے کے وہ کانپ رہی تھیں کہ نادرہ میں تو ان کی جان تھی۔

صبح جس طرح نادرہ کی ماں چپ تھی اسی طرح اب نادرہ کی ماں چپ بھی جانتی تھی وہ اکثر نادرہ کو مارتا رہتا تھا آخر بھائی کب تک مبر سے کام لیتے اچھا ہوا جو آج ٹھکانی کر دی اب سوچ سمجھ کر نادرہ کو ہاتھ لگائے گا تاہم دادی کا پارہ خوب چڑھا ہوا تھا اور وہ بے چینی سے ان تینوں کے گھر آنے کا انتظار کر رہی تھیں اور جب رات کو

وہ تینوں چھوٹے گھر آئے تو وہ ان پر برس پڑیں کہ انہوں نے نادرہ کو ہاتھ لگانے کی جرات کیسے کی وہ تینوں دادی کو جواب دیئے بغیر اپنے روم میں چلے گئے کہ وہ اپنے دل کی بھڑاس نکال چکے تھے ویسے بھی سانسے کھڑی ماں نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر ان کو خاموش رہنے کا کہا تھا باقی رہی نادرہ تو وہ ادھر ادھر مسکراتی پھر رہی تھی آج اس کا دل بھی ٹھنڈا ہو گیا تھا اس کو خوشی تھی کہ بھائیوں نے نادرہ کی ٹھکانی کی اب مجھے ہاتھ لگا کر دیکھے۔
اور پھر یہ اکثر ہونے لگا گھر کے اندر نادرہ جب بھی نادرہ کو مارتا تو وہ تینوں بھائی گھر کے باہر نادرہ کو پکڑ کر خوب مارتے کہ نادرہ گوند کھانے سے باز نہ آتی تھی اس زور زور کے جھگڑے سے تنگ آ کر دادی نے گھر سے درخت ہی کٹوا دیا اور گھر میں امن و سکون ہو گیا۔

مگر یہ سکون بھی بھی بے سکونی میں بدل جاتا جب نادرہ، نادرہ کے لئے فرنگ میں رکھی ملائی کھا جاتی لیکن یہ بھی کھارہی ہوتا تھا تو یہی لڑتے جھگڑتے وہ دونوں جوان ہو گئے جب تک دادی نوت ہو چکی تھیں دادی کی شدید ترین خواہش تھی کہ نادرہ کی شادی نادرہ سے ہو یہ بات جب انہوں نے نادرہ کی ماں سے کی تو انہوں نے جواب دینے کی بجائے خاموش رہنا زیادہ مناسب سمجھا کہ یہ قسمت کے فیصلے ہیں ویسے بھی نادرہ بہت غصے والا تھا اور نادرہ میں بھی ضبط نام کی کوئی چیز نہ تھی اور ایک میدان میں دو کٹواریں نہیں رہ سکتیں ویسے بھی شادی شدہ زندگی تب ہی کامیاب ہوتی ہے جب ایک سخت ہو تو دوسرا نرم دونوں سخت ہوں تو گھر ٹوٹ جاتے ہیں اور دادی نے یہی بات جب نادرہ کی ماں سے کہی تو انہوں نے فوراً کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کچھ ناگواری سے کہا۔

اچھی کتابیں پڑھنے کی عادت ڈالیں

ابن انشاء

- ☆ اور دو کی آخری کتاب
- ☆ شمار گندم
- ☆ دنیا گول ہے
- ☆ آوارہ گرد کی ڈائری
- ☆ ابن بطوطہ کے تعاقب میں
- ☆ چلتے ہو تو چین کو چلیے
- ☆ نگرانی نگرانی بھر اسافر
- ☆ خط انشاء جی کے
- ☆ اس بستی کے اک کو بچے ہیں
- ☆ چاند نگر
- ☆ دل وحشی
- ☆ آپ سے کیا پروا

ڈاکٹر مولوی عبد الحق

- ☆ قوائد اردو
- ☆ انتخاب کامیاب

ڈاکٹر سید عبداللہ

- ☆ طیف نثر
- ☆ طیف غزل
- ☆ طیف اقبال

لاہور اکیڈمی

چوک اور دو پانہ ارلا ہور

فون: 042-37321630, 3710797

”کیسی بات کر رہی ہیں ماں جی نادر کے غصے کو تو آپ جانتی ہیں نادر کی دو بہنیں اور میری دو بیٹیاں نادرہ کی بھابھیاں ہیں، مجھے نادر کی شادی نادرہ سے کر کے ان کے گھر نہیں اچاڑنا پھر کبھی ایسی بات نہ کیجئے گا۔“ اور دادی نے بڑے پیار سے کہا۔

”ارے ابھی چھوٹا ہے بڑا ہو گا تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔“

”مذموں بگڑے کدی ناسد دھے۔“ نادر کی ماں نے کہا اور کھیتوں سے سبزی لینے چلی گئیں جبکہ دادی اب بھی پوری سنجیدگی سے نادر کی شادی نادرہ سے کرنے کا سوچ رہی تھی کہ یہ ان کی دلی تمنا تھی اور جب یہی بات ایک دن نادر سے کی دادی نے کہ میں اپنے بیٹے کی شادی نادرہ سے کروں گی دادی کی بات سن کر نادر سوچ میں پڑ گیا اور دادی نے اس کو سوچ میں گم دیکھ کر کہا۔

”کیوں بیٹا نادرہ تمہیں اچھی نہیں لگتی بتاؤ مجھے نادرہ سے تمہاری شادی میری خوشی ہے۔“

”اچھی تو وہ خبر ہے ہی نہیں لیکن اگر یہ آپ کی خوشی ہے تو میں نادرہ سے شادی کر لوں گا اور شادی کی پہلی رات ہی میں نادرہ کی زبان میں چھری سے کاٹ دوں گا کیونکہ نادرہ بکواس بہت کرتی ہے سارا وقت بولتی رہتی ہے۔“ سچی نادرہ جو اچانک کمرے میں آئی تھی اور نادر کی بات بھی سن چکی تھی غصے سے اس کو گھورتے ہوئے نکک کر بولی۔

”تو میری زبان کاٹنے کا تو میں تمہارے ہاتھ توڑ دوں گی کمینہ۔“ وہ گالیاں دینے لگی۔

”آیا بڑا میری زبان کاٹنے والا۔“ بڑی مشکل سے دادی نے نادر کو قابو میں رکھا اور نادرہ سے کہا وہ فوراً اپنی ماں کے پاس چلی جائے وہ چلی تو گئی مگر جاتے جاتے زبان نکال کر مزید تپا

گئی اور پھر وہ دونوں جوان ہو گئے مگر مزاج دونوں کے اب بھی آتش فشاں تھے کہ ناں ہی نادرہ بدلی تھی اور نادی نادر۔

سارا گھر سارا خاندان تو کیا وہ سارے گاؤں میں اکھڑ مزاج تھا گھر کے اندر باہر ہر بندہ نادر سے جلا ہوا تھا بچے بوڑھے جوان عورتیں سب اس کے منہ لگتے ہوئے ڈرتے تھے کہ نجانے کب نادر کو ان کی بات بری لگ جائے اور ان کی شامت آجائے گاؤں کی نو جوان لڑکیاں تو نادر کے سائے سے بھی بچ کر چلتیں تھیں غصہ ہر وقت نادر کی ناک پر دھرا رہتا بات بے بات وہ غصے میں آ جاتا اور صرف زبان ہی نہیں بلکہ غصے میں زبان کے ساتھ اس کا ہاتھ بھی چلتا تھا ہاں اگر کوئی بے خوف تھا تو صرف نادرہ، نادر کے ساتھ اب جھگڑا نہیں ہوتا تھا کہ اپنے والد کی وفات کے فوراً بعد تا صرف زمینوں میں نادر نے اپنا حصہ الگ کر لیا تھا بلکہ گھر بھی الگ لے لیا تھا اور اس کے بعد کم کم ہی چچا کے گھر جاتا تھا حالانکہ اس کی دو بہنیں چچا کے گھر بیٹھی ہوئی تھیں۔

رہی نادرہ تو میٹرک کرنے کے بعد وہ گھر میں بیٹھ چکی تھی کہ آگے پڑھنے کی اجازت نہ ملی تھی اور نادر کے والد چونکہ وفات پا چکے تھے اور وہ تھا بھی اکیلا اسی لئے سارا وقت زمینوں پر ہوتا تھا۔

بڑھائی تو وہ والد کی زندگی میں ہی چار پانچ جماعتیں پڑھنے کے بعد چھوڑ چکا تھا، ادھر گھر کے اندر نادرہ کے شوق ادنیٰ آوازیں ریڈیو سننا چلے پھرتے اپنی پسند کے گانے گنگنا نا سہیلیوں کے ساتھ گپ شپ کرنا۔

اور پھر ایک انہونی ہو گئی لوگوں کے لئے وہ انہونی تھی کہ نادر نادرہ کی دشمنی دوستی میں بدل گئی تھی، یہ سب کیسے ہوا کوئی کچھ نہ جانتا تھا سوائے

نادر اور نادرہ کے اصل میں گاؤں میں ہمیشہ کی طرح دلی بابا کے سالانہ عرس پر میلہ لگا ہوا تھا نادرہ نے اپنی سہیلیوں کے ساتھ مل کر میلہ دیکھنے کا پروگرام بنایا اور نادر کی سب سے چھوٹی بہن جس کی مکملی تو ہو چکی مگر ابھی شادی نہ ہوئی تھی اس کو بھی ملے پر ساتھ چلنے کی دعوت دی بلکہ کہا کہ وہ تیار ہو کر خود اس کو لینے آئے گی اور جب نادرہ اس کو لینے آئی تو رضیہ شاد لے رہی تھی اور تائی امی گھر پر نہیں تھیں، نادرہ رضیہ کے روم میں چلی آئی اور پھر چھوٹا شیشہ پکڑ کر اپنے میک اپ کا جائزہ لینے لگی، چوہہ زندگی میں پہلی بار بڑی محنت سے کر کے آئی تھی بھابیوں سے ان کا میک اپ لے کر خوبصورت تو وہ پہلے بھی تھی مگر آج تو قیامت لگ رہی تھی وہ شخصے میں خود کو دیکھتے ہوئے مارے فخر کے مسکرا رہی تھی کہ۔

اچانک دروازے کا پردہ ہٹا کر نادر اندر داخل ہوا وہ بہن کو پکارتا ہوا اندر داخل ہوا تھا، نادرہ نے مڑ کر دیکھا تو پھر دیکھتی ہی رہ گئی بوسکی کی شرٹ پر گرین پتی والا ریڈ کلر کا لاجا کاندھے پر سیاہ شال ڈالے وہ کتنا سوہنا لگ رہا تھا شیو بھی تازہ بنی ہوئی تھی وہ بے خودی اس کو دیکھتی رہ گئی اور دیکھا تو نادر نے بھی اس کو حیراں ہو کر رہی تھا اور شاید جوان ہونے کے بعد آج پہلی بار اتنے قریب اور غور سے دیکھا تھا کالی شلوار پر گلابی شرٹ اور ہم رنگ دوپٹے لے وہ خود بھی گلابی گلابی ہو رہی تھی، اچانک وہ چونکا، کاندھے پر دوپٹہ درست کرتے ہوئے وہ تیزی سے اس کی جانب آئی اور کن آکھیوں سے اس کے لمبے چوڑے وجود پر ایک نظر ڈالتے ہوئے ہمیشہ والے رعب سے بولی۔

”یہاں کھڑے میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو ہٹو یہاں سے مجھے باہر جانا ہے۔“

”کہاں جانا ہے۔“ نادر نے سنبھل کر بھٹک کر ضبط کرتے ہوئے پوچھا۔

”بتانا کیا ضروری ہے۔“ نادرہ نے اپنی خوبصورت پیشانی پر بل ڈالتے ہوئے پوچھا۔

”بے حد ضروری ہے۔“ نادرہ نے اب کے تنکسی نظروں سے اس کو دیکھا۔

”یہ نہ سمجھنا کہ ڈر کر بتا رہی ہوں میلہ دیکھنے جا رہی ہوں۔“ نادرہ نے ایک نظر خود پر ڈالنے کے بعد نادر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بے خوف لہجے میں کہا۔

”میلہ دیکھنے جانے دوں گا میں تمہیں اس حلیے میں۔“ کہتے ہوئے نادر نے ایک زور کا تھپڑ اس کے منہ پر رسید کیا نادرہ اس کے لئے تیار نہیں تھی اس لئے کئی فٹ دور جا پڑی مگر شکر کہ چارپائی پر گری تھی نادرہ کی سمجھ میں نہ آیا اب کیا کرے وہ پہلے والی بجی نہیں تھی کہ مقابلہ کرنی اور مزید مار کھانی ویسے بھی وہ آج اس کو اچھا لگ رہا تھا۔

”اب بتاؤ جاؤ گی میلہ دیکھنے اب۔“ وہ اس کے قریب آ کر سر پر کھڑا پوچھ رہا تھا، نادرہ کو کچھ اور نہ سوچنا تو لگی پھوٹ پھوٹ کر رونے پھر روتے ہوئے زور سے چلائی۔

”اب میں چھوٹی بنی نہیں کہ تم مجھ پر ہاتھ اٹھاؤ مجھے مارو دیکھو مجھے کتنا درد ہو رہا ہے۔“ نادر کو اسے روتے دیکھ کر حیرت ہوئی وہ تو سمجھا تھا وہ بچپن کی طرح اس پر جھپٹے گی اس کو مارنے کی کوشش کرے گی مگر وہ رو رہی تھی اور روتے ہوئے وہ نادر کو بے حد پیاری لگ رہی تھی اچانک وہ اس کی بات سن کر چونکا چند بل بخور اس کو دیکھا پھر جھک کر اٹھایا اور ہاتھوں کے حصار میں لے لیا حیرت کی بات یہ تھی کہ نادرہ نے کوئی مزاحمت نہ کی تھی چپ چاپ اس کے

سینے سے لگی کھڑی رہی بچپن کی دشمنی پل بھر میں دوستی میں بدل گئی تھی اچانک باہر سے رضیہ کی آواز سن کر وہ ایک دوسرے سے الگ ہو گئے رضیہ اندر آئی۔

نادر کو دیکھ کر ڈر گئی اب میلے پر جانے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔

”نادر تم تو شہر گئے تھے۔“ رضیہ نے پوچھا۔

”راستے میں گاڑی خراب ہو گئی اس لئے

واپس آ گیا۔“ نادر نے خلاف معمول نرم لہجے

میں جواب دیا پھر پوچھا۔

”تم لوگوں نے نہیں جانا ہے۔“

”نہیں ہم نے بھلا کہاں جانا ہے۔“ رضیہ

جانتی تھی میلے پر جانے کا سن کر ہی بھائی کا موڈ

خراب ہو جائے گا وہ لڑکیوں کا میلے پر جانا سخت

نا پسند کرتا تھا۔ مگر یہ نادرہ تو کہہ رہی تھی تم سب

میلا دیکھنے جا رہی ہو۔“ نادرہ کے گلہ بانی ہوتے

گالوں پر ایک نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ جس کو نادر

کے ایک ہی کس پہنے پتھر سے موم بنا ڈالا تھا۔ وہ

جو بغیر کسی ڈر کے بچپن کی طرح زبان چلانے کی

عادی تھی۔ اس وقت چپ چاپ لگا ہیں جھکانے

کھڑی تھی اور سینے کے اندر دل کی جو حالت تھی یہ

وہی جانتی وہ جب سے جوان ہوئی تھی تب سے

اپنے ہونے والے جیون ساتھی کے بارے میں

سوچا کرتی تھی مگر ان سوچوں میں دور دور تک

شامل نہیں تھا۔ لیکن یہ اچانک کیا ہوا تھا ابھی چند

لے جو اس نے نادر کے بازوؤں میں گزارے

نادر کے سینے سے لگ کر وہ نادر کو پورے کا پورا

بدل گئے تھے۔ اگرچہ منہ سے نہ نادر نے کچھ کہا

تھا اور نہ ہی نادرہ نے مگر وہ محسوس کر رہی تھی کہ

بغیر کچھ کہے ہی نادر کو اپنا سب کچھ مان چکی تھی اور

یہ کہ اب کسی اور کے بارے میں سوچ بھی نہ سکتی

تھی۔

نادرہ نے ایک بار پھر محبت پاش نظروں سے دیکھا پھر رضیہ کے جواب دینے سے پہلے ہی یہ کہتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

”چلو تم سب آج میلا دیکھ ہی لو مگر سنو بڑی

چادریں لے کر جانا۔“

نادر کے جانے کے بعد رضیہ نے بغور نادرہ

کو دیکھا پھر حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”یہ تمہیں کیا ہوا جو یوں چپ چاپ کھڑی

ہو۔“ نادر نے کچھ کہا۔

نہیں نادرہ نے آہستہ سے کہا تو رضیہ جو

ابھی تک کچھ نہ سمجھ سکی تھی چوکتے ہوئے بولی۔

”ارے یہ نادر کو کیا ہو گیا ہے میلہ دیکھنے کی

خود ہی اجازت دے گیا ہے۔“ نادرہ تب بھی

چپ رہی اور پھر وہ سب میلہ دیکھنے چلی آئیں

تاہم ایک بات سب نے محسوس کی تھی نادرہ کچھ

چپ چاپ اور شرمائی شرمائی اور گھبرائی تھی اور

پھر میلے میں نادر بھی مل گیا نا صرف مل گیا۔ رضیہ

حیران تھی بھائی کے اس بدلے ہوئے رویے پر

مگر خوش بھی تھی پہلی بار بھائی کو مسکراتے ہوئے

دیکھ رہی تھی۔ آج نادر کے ماتھے پر ہمیشہ پڑے

رہنے والے بل غائب تھے، تاہم وہ یہ نہ جان سکی

کہ محض نادرہ کی کلایاں چوڑیوں سے بھرنے کے

لیے صدقے میں ان سب کو بھی چوڑیاں عطا کی

گئی تھی۔ وہ تو بھائی کو خوش دیکھ کر خود بھی خوش

ہوئی تھی۔

☆☆☆

وہ بات جو رضیہ گھر کے اندر محسوس نہ کر سکی

محض اپنی بے وقوفی یا سادگی کی وجہ سے وہ گھر کے

باہر سارے خاندان نے کیا سارے گاؤں نے

محسوس کر لی کہ بچپن کی جانی دشمنی محبت میں بدل

چکی ہے۔ یہ محبت ہی تو تھی جو نادر نادرہ کے

تغاقب میں رہنے لگا تھا۔ اس کا غصہ نادرہ کے

لیے نرمی میں بدل چکا تھا صرف نادرہ تھی جو اس کے غصے سے نہ صرف بے خوف ہو چکی تھی اب وہ نادرہ کی آنکھوں میں آنکھ ڈال کر بات کرتی تھی بلکہ اکثر نادرہ کو قلمی بات پر ٹوک بھی دیا کرتی تھی اور نادرہ کو نادرہ کی بات پر ٹوک پر غصہ آنے کی بجائے ہمیشہ پیار ہی آتا تھا کچھ لوگوں کے لیے یہ بات خوشی کا باعث تھی کہ دشمنی دوستی میں بدلنے سے نادرہ توڑا نرم ہو گیا۔ اس کے چہرے کی کڑھکی نرمی میں بدل گئی۔ ماتھے پر جو ہمیشہ بل پڑے رہتے تھے وہ غائب ہو گئے تھے۔ وہ انسانوں سے انسان بن کر بات کرنے لگا تھا۔

اور کچھ دل ایسے بھی تھے جن میں خوشی کی بجائے تشویش کی لہر دوڑ گئی تھی۔ یہ وہ لوگ تھے۔

نادرہ کی دونوں بڑی بیٹھیں یعنی نادرہ کی بھائیاں

نادرہ کی والدہ اور نادرہ کی اپنی والدہ۔

تشویش کی وجہ دشمنی دوستی میں بدلنے کا

مطلب تھا نادرہ نادرہ کی محبت کا اسیر ہو چکا تھا

..... اور محبت کا مطلب ظاہر ہے وہ نادرہ سے

شادی کی خواہش کرے گا اور اگر یہ شادی ہو جاتی

ہے تو کل کو ایسی ویسی بات ہونے کی صورت میں

نادرہ نادرہ کی بہنوں کو بھگتنا ہوگا جو نادرہ کی بھائیاں

میں اور پانچ پانچ چھ بچوں کی مائیں بن چکی

ہیں۔

نادرہ کی ماں جانتی تھی شادی سے پہلے مرد

کچھ اور ہوتا ہے اور شادی کے بعد عام سامرد بھی

شیر بن جاتا ہے۔ نادرہ تو تھا ہی شیر وہ نادرہ کی

شادی نادرہ کے ساتھ کرنے کا سوچ بھی نہ سکی

تھیں۔ وہ تو اس لیے کہ نادرہ ان کی بے حد

نازدوں پٹی لاڈلی بیٹی تھی۔ دوسرا نادرہ نے میٹر کر

رکھا تھا اور وہ نادرہ کی شادی کسی پڑھے لکھے مرد

سے کرنا چاہتی تھیں جبکہ نادرہ پانچ جماعتیں بھی

پڑھی نہ پڑھ سکا تھا۔ نادرہ کی ماں نادرہ کے لیے

رشتہ پہلے ہی اس کے لیے تلاش کر رہی تھی مگر اب اس میں حیرانی آئی تھی قبل اس کے نادرہ من مانی کرتی وہ اس کو رخصت کرنا چاہتی تھیں کہ ہر ماں بیٹی کا سکون چاہتی ہے اپنی آنکھوں سے دیکھ کر زہر کوئی نہیں کھاتا۔ اب وہی نادرہ کی ماں تو یہ سچ تھا کہ اکلوتا بیٹا ہونے کے ناطے وہ ہر ماں کی طرح ان کو بیٹیوں سے زیادہ عزیز تھا۔ حالانکہ غصے میں وہ ان کو بھی نہیں بخشا تھا مگر بیٹی کی محبت میں بیٹیوں کی شادی شدہ زندگی تباہ نہیں کر سکتی کہ فی الحال خاموشی کے سوا کوئی چارہ ہی نہ تھا ادھر یہ پریشان لوگ تھے۔

دوسری جانب ایک دوسرے کی محبت میں گم

سب پریشانیوں اور باتوں سے بے خبر نادرہ اور

نادرہ خاص نادرہ کو تو اب نادرہ کی محبت کے سوا کسی

کا ہوش ہی نہ تھا۔ سب بھائیوں کی شادی ہو چکی

تھی اور اب نادرہ کی باری تھی اور نادرہ یہ بات

اچھی طرح جانتی تھی کہ ماں اس کی شادی کی بہت

امیر خاندان اور پڑھے لکھے بندے سے کرنا

چاہتی ہے۔ کیونکہ وہ جانتی تھی جب نادرہ نے

اپنی ماں سے کہا کہ وہ نادرہ سے شادی کرنا چاہتا

ہے تو وہ رشتہ مانگنے لازمی جائے گی۔

اور ادھر سے جب نادرہ خود اپنی ماں سے

کہتیں کہ مجھے نادرہ سے شادی کرنی ہے تو کس

میں اتنی جرأت تھی کہ انکار کرتی۔ وہ دونوں اپنی

محبت میں گم تھے۔ ادھر نادرہ کی ماں رشتے تلاش

کر رہی تھی تو ادھر نادرہ کی ماں بھی بیٹیوں کو بتانی

سے بچانے کے لیے نادرہ کے لیے رشتہ دیکھ رہی

تھی مگر نادرہ سے پہلے نادرہ کا رشتہ آ گیا۔ لڑکا نیانا

وکیل بنا تھا۔ ٹھیک ٹھاک کھاتے پیتے لوگ تھے

جب نادرہ کی ماں نے کہا۔

”نادرہ پرسوں تمہیں لڑکے والے دیکھنے آ

رہے ہیں۔“ تو وہ کوئی بات کیے اٹھی اور سیدی

نادر کے پاس ڈیرے جا پہنچی۔ نادر اس کو دیکھتے ہی کھل اٹھا اور نادرہ نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔
”پرسوں مجھے لڑکے والے دیکھنے آرہے ہیں اب بتاؤ کیا کرنا ہے؟“

”کس کی شامت آئی ہے کہ تمہیں دیکھنے آئے سرکات کر رکھ دوں گا اگر میرے علاوہ تمہیں کوئی بیانیے آیا۔“ نادر نے غصے سے کہا مگر دوسرے ہی لمحے مسکرا کر بولا۔

”تمہیں تو کچھ بھی نہیں کرنا جو کرنا ہے مجھے ہی کرنا ہے۔ ماں آج ہی رات تمہارا ہاتھ مانگتے آئے گی تم لوگوں کی طرف سے انکار نہیں ہونا تم بھی چچی سے بات کر لینا۔“ نادر نے محبت سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

”اس کی تم فکر مت کرو تائی آئی تو انکار نہیں ہونے دوں گی۔“ نادرہ نے کہا۔ پھر بہت دیر نادر کے پاس بیٹھنے کے بعد وہ پرسکون سی گھر لوٹ آئی اور اسی شام رات کا کھانا کھاتے ہوئے نادر نے ماں سے نادرہ کے ساتھ شادی کی خواہش ظاہر کی۔ باپ تو تھا ہی نہیں اور اگر ہوتا بھی تو بیٹے ایسی بات ماں ہی سے کرتے ہیں۔

ماں کے لیے یہ حیرانی کی بات نہ تھی مگر وہ اپنی ایک کوشش کرنا چاہتی تھی اس لیے کہا۔

”بیٹا میں نے تمہارے لیے ساتھ والے گاؤں میں ایک بے حد سونے کڑی دیکھی ہے چھوڑو نادرہ کو لاڈ پیار میں بگڑی بدتمیز بنی ویسے بھی وہ ہمیشہ تمہاری دشمنی رہی ہے۔“

”وہ دشمن بھی تو میں کون سا دوست تھا وہ بدتمیز ہے تو مجھے کوئی تمیز ہے ماں بات یہ ہے کہ مجھے نادرہ سے پیار ہو چکا ہے اب وہ جیسی بھی ہے مجھے قبول ہے ویسے بھی یہ میری دادی جان کی بھی خواہش تھی کہ میری شادی نادرہ سے ہو تب میں بچہ تھا مگر اب بڑا ہو چکا ہوں اور اپنی دادی جان

کی خواہش پوری کرنا چاہتا ہوں ماں آپ آج ہی میرے لیے نادرہ کا رشتہ لینے چچا کے پاس جائیں۔“ نادر نے زندگی میں پہلی بار سنجیدگی سے بات کی۔

”اپنے چچا کو جانتے ہوئے بھی تم یہ بات کہہ رہے ہو تم بہت اچھی طرح جانتے ہو تمہارا چچا ہی نہیں اس کے بیٹے بھی تمہیں پسند نہیں کرتے وہ صاف انکار کر دیں گے۔“ ماں نے اپنا خدشہ ظاہر کیا وہ اپنے دیور کو اچھی طرح جانتی تھی کہ وہ نادر جیسے کرخت مزاج کو اپنی لاڈلی بیٹی کا رشتہ کسی نہیں دے گا اور یہ ان کے لیے بہت خوشی کی بات تھی مگر رشتہ مانگنا مجبوری تھی ورنہ نادر ان کا حشر کر دیتا۔ ان کو خوشی تھی کہ ان کی آخری بیٹی بھی پچھلے مہینے پیارہ دی گئی تھی اس کے باوجود وہ تھوڑی مہلت چاہتی تھیں۔ انہوں نے نادر سے کہا۔

”آج ہی جانا کوئی ضروری نہیں پہلے میں تمہاری بڑی بہنوں کو بلا کر ان سے بات کر لوں پھر بعد میں رشتہ لینے جاؤں گی۔“ ان کی بات پر نادر کاموڈ آف ہو گیا اور اس نے بدتمیزی سے کہا۔

”بہنیں ان کے گھر ہی تو رہتی ہیں اگر ان سے بات کرنا ضروری ہے تو وہیں ان کے گھر جا کر پہلے ان سے بات کر لینا پانی رہی یہ بات کہ چچا یا وہ لوگ مجھے پسند نہیں کرتے غیر ضروری ہے اہم بات یہ ہے کہ نادرہ مجھے پسند کرتی ہے اور اب یہاں بیٹھ کر ٹائم ضائع مت کریں کپڑے بدلو اور فوراً جاؤ۔“ اب کے نادر نے حکم دینے والے لہجے میں کہا اور ماں کے پاس نادر کا حکم ماننے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ وہ چولہے کے سامنے سے اٹھی اور اندر روم میں کپڑے بدلنے چلی گئیں۔ اس کے گھر سے نکلنے تک نادر باہر صحن میں ٹہل رہا۔

اور وہ وقت نادر کی ماں کے لیے حیران کن تھا جب ان کے دیور نے رشتہ مانگنے پر بغیر کسی اعتراض کے فوراً ہاں کرتے ہوئے کہا۔

”تمہاری بیٹی ہے جب چاہے پیارہ کر لے جاؤ اگر یہی حکم ربی ہے تو میں انکار نہیں کرنے والا کون ہوتا ہوں۔“ تاہم اس کے ہرے پر خوشی کی بجائے سنجیدگی تھی۔

یہ تو نادر کی ماں کو بعد میں معلوم ہوا اپنی بیٹیوں سے کہ نادرہ نے خود اپنی ماں سے کہا تھا۔ وہ نادر سے شادی کرنا چاہتی ہے آج تائی نے رشتہ لینے آنا ہے ان کے رشتہ مانگنے پر انکار نہ کیا جائے۔

نادرہ کی ماں نادر اور اس کی دوستی ہونے پر ہی سمجھ چکی تھی کہ اصل معاملہ کیا ہے تاہم پھر بھی انہوں نے بیٹی کو سمجھانے کی پوری کوشش کی اور کہا۔

”بیٹی ایسے مرد سے شادی کرنا اپنے ہاتھوں اپنی زندگی برباد کرنے کے مترادف ہے یہ پیار محبت شادی کے کچھ عرصہ بعد ہی ختم ہو جائے گا۔ آج وہ تمہاری ہر بات مانتا ہے مگر شادی ہو جانے کے بعد وہ اپنی بات ہی منوائے گا اور جس قدر غصے دار ہے وہ ہے تم پر ہاتھ بھی اٹھایا کرے گا۔ شادی کے بعد تمہاری یہ خصوصی اہمیت ختم ہو جائے گی اور تم صرف ایک عام بیوی بن کر رہ جاؤ گی تب وہ وقت تمہارے ہاتھ سے نکل چکا ہوگا نہ تم خود اپنے لیے کچھ کر سکو گی اور نہ ہی ہم تمہارے لیے کچھ کر سکیں گے۔ ابھی وقت ہے تم سوچ سکتی ہو ویسے بھی تمہارا باپ اور بھائی بھی اس رشتے پر راضی نہ ہوں گے اور میں خود بھی تمہاری شادی اس ان پڑھ سے نہیں کرنا چاہتی۔“ نادرہ نے ماں کی ساری باتیں سکون سے سنی پھر ماں کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے

ٹھوس لہجے میں بولی۔

”وہ غصے دار ہے، ان پڑھ ہے، یہ آپ کا نہیں میرا مسئلہ ہے آپ نے جو کچھ بھی کہا مجھے یقین ہے شادی کے بعد ایسا کچھ نہیں ہوگا اور فرض کریں ایسا ویسا کچھ ہوا بھی تو آپ کے در پر آپ سے مدد مانگتے نہیں آؤں گی۔ باقی رہی باپ بھائیوں کے راضی نہ ہونے کی بات تو ان کو راضی کرنا آپ کی ذمہ داری ہے۔ تائی امی کے رشتہ مانگنے پر اگر ادھر سے انکار کیا تو میں جھٹ کود کر جان دے دوں گی مگر نادر کے سوا کسی اور سے شادی نہ کروں گی۔“ نادرہ نے دو ٹوک لہجے میں کہتے ہوئے گویا مزید بات چیت کی راہ بند کر دی۔

اس کے باوجود دونوں بڑی بھابیوں نے اس کو سمجھانے کی کوشش کی کہ ان کو خود اپنی فکر تھی مگر نادرہ نے ان کی بات سن کر بجائے اثر لینے کے تنک کر کہا۔

”مار تو کبھی کبھار آپ دونوں کو بھی میرے بھائیوں سے پڑ جاتی ہے ویسے بھی میں نے دیکھا خاندان کے اندر بھی اور باہر بھی بہت سارے مرد اچھا ہونے کے باوجود اکثر اپنی عورتوں پر ہاتھ اٹھاتے ہیں میں بھی جانتی ہوں نادر غصے والا ہے مگر آپ یقین رکھیں مار کھانے کے بعد میں آپ کی زندگی خراب کرنے یہاں نہیں آؤں گی یوں بھی اگر وہ میری محبت میں شادی سے پہلے اتنا بدل گیا ہے تو شادی کے بعد میری محبت اس کو سارے کا سارا بدل دے گی۔“ نادرہ اپنی بات ختم کرتے ہی اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گی۔

☆☆☆

نادرہ کی دھمکی کے بعد انکار کی گنجائش نہ رہی تھی ہاں کر دی گئی اور پھر پوری دھوم دھام سے نادر اور نادرہ کی شادی ہوئی۔ نادر پانچ

بہنوں کا اکلوتا بھائی تھا تو نادرہ بھی پانچ بھائیوں کی اکلوتی بہن تھی۔ دونوں جانب سے دل بھر کر ارمان نکالے گئے۔ لاہور کی مشہور ناچنے والی بھی لائی گئی بعد میں کیا ہونا تھا یا کیا ہوتا یہ بعد کی بات تھی۔

یوں نادر اور نادرہ کی شادی گاؤں ایک ایک یادگار شادی بن گئی۔ دونوں کی جوڑی بھی شاندار تھی اور روپ بھی دونوں پر ٹوٹ کر آیا تھا۔ بعد میں ہونا تھا یا کیا ہوتا ہے یہ سب بھول چکے تھے۔ شادی کی خوشی میں۔ تاہم شادی کے بعد جو ہوا وہ سب کے لیے حیران کن تھا اور خوشی کا باعث بھی تھا۔ یہ نادر کا حیران ششدر کر دینے والا رویہ تھا۔ نادرہ لیے وہ جہاں پیر رکھتی تھیں وہاں ہاتھ رکھتا تھا بات نادرہ کے منہ سے نکلنے کی دیر ہوتی فوراً پوری کر دی جاتی تھا کہ نادرہ کی کسی بات سے بھی انکار کرائے سب خاندان والوں کے خدشات غلط نکلے تھے۔

دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کی محبت میں گم ایک خوشگوار زندگی، زندگی انجوائے کر رہی تھی یا بسر کر رہے تھے نادرہ مارے فخر و غرور سب کو دیکھتی اور مسکراتی گویا بے لفظی زبان میں کہہ رہی ہو میں ناکہتی تھی شادی کے بعد میری محبت اس کو پورے کا پورا بدل دے گی۔

نادر کی بڑی دونوں بہنوں نے سکھ کر سانس لیا تھا۔ دونوں کو خوش دیکھ کر باقی خاندان والے ان دونوں سے بھی زیادہ خوش تھے اور اب دونوں جانب سے خاندان والے خوشخبری کے منتظر تھے۔ مگر شادی کو چھ ماہ ہونے کے باوجود نیا جوڑا ابھی تک خوشی کی خبر نہ دے سکا تھا۔

اور کہتے عادت بدلتی نہیں شادی کے چھ ماہ بعد نادر کا رویہ بدلنے لگا۔ ایک تو نادرہ کو بہت بدلتے کی عادت تھی دوسرا اونچی آواز میں ریڈیو

سننے کی شادی سے پہلے نادر کو نادرہ کا بولنا باتیں کرنا اچھا لگتا تھا۔ وہ خود کم ہی بولتا تھا صرف نادرہ کو سنا کرتا تھا تب اس کا دل چاہتا نادرہ بولتی رہے اور وہ سنتا رہے لیکن اب نادرہ کو مسلسل بولتے دیکھ کر وہ اس کو گھورنے لگا ریڈیو کی آواز کم رکھنے کو کہتا تو نادرہ اس کی بات مان کر آواز آہستہ کر دیتی لیکن اب اگر اس کی پسند کا گانا آ رہا ہوتا تو وہ آواز کم کرنے سے انکار کر دیتی یا پھر بھی کبھار نادر کو خود کو گھورنے پر ٹوکتی تو وہ گالیاں دینے لگتا یہ دیکھ کر نادرہ کو بھی غصہ آ جاتا وہ بھلا کب کسی کو خاطر میں لاتی تھی۔ سو اس نے بھی آہستہ آہستہ زبان چلائی شروع کر دی اور نادر کہاں ڈرنے والا تھا۔ یوں بھی اب وہ مجبور نہیں بیوی تھی نادرہ کی زبان بازی پر نادر کا ہاتھ بھی اٹھ جاتا مگر ہوتا ہمیشہ یہ کہ مارنے کے بعد وہ خود ہی رات ہونے پر اس کو منا لیتا کبھی باتوں سے بھی ہاتھ جوڑ کر اس کو ہاتھ جوڑتے دیکھ کر نادرہ ساری تکلیف بھول کر ہنس پڑتی اور پھر اس کی ہانپوں کے حصار میں جاتے ہی وہ سب کچھ بھول جاتی جیسے کچھ ہوا ہی نہ تھا۔

☆☆☆

یونہی بہتے جھگڑتے شادی کو ایک برس بیت گیا۔ اس ایک برس میں گھر کے اندر یا روم کے اندر جو کچھ بھی ہوا تھا اس کی خاندان والوں کو کانوں کان خبر نہ ہوئی تھی کہ نادرہ سب کے سامنے خاص کر اپنے گھر والوں کے سامنے نادر کی تعریف ہی کرتی تھی اور نادر نے بھی ابھی تک کسی کے سامنے اس کو ف تک بھی نہ کہا تھا۔

البتہ گھر کے اندر نادر کی ماں جانتی تھی کہ نادر بدل رہا ہے نادرہ کی بیانی کا بھی ان کو پتا تھا مگر وہ اپنا منہ بند ہی رکھتی تھیں کہ ان کی دو بیٹیاں دیور کے گھر تھیں ہاں کفارے کے طور پر یا بیٹیوں

کے سکون کے لیے انہوں نے ابھی تک نادرہ کو گھر کے کام پر نہیں لگایا تھا۔ گھر کا کام عورت کرنے آتی تھی یعنی صفائی وغیرہ کھانا وہ خود پکاتی تھی اور برتن وغیرہ بھی خود ہی دھو لیا کرتی تھی۔ نادرہ کی وہ پہل والی بے فکر زندگی بھی پکا پکایا مل رہا تھا۔ سارا دن کھاتی بیٹی یا پھر ریڈیو سنتی۔

شادی کے دوسرے سال نادرہ سے زیادہ بدل چکا تھا۔ اب وہ نادرہ کے لیے بھی پہلے والا نادر بن چکا تھا۔ نادرہ کی خصوصی اہمیت ختم ہو چکی تھی۔ غصے میں ہر چھوٹی بڑی بات پر نادرہ پر ہاتھ اٹھاتا اب معمول بن چکا تھا۔ کہ نادرہ خود بھی غصے والی تھی مگر کیا کرنی مرد تو مرد ہی ہوتا ہے اور پھر وہ شوہر بھی تھا۔ وہ اس کو مار تو نہیں سکتی تھی ہاں اس کے خراب رویے سے تنگ آ کر جب پہلی بار نادرہ نے ماں باپ بھائیوں سے شکایت کی تو انہوں نے بے رحمی سے صاف جواب دیتے ہوئے کہا یہ تمہاری خواہش تھی اب خودی بھگتو ہم اس کے منہ لگ کر بے عزت نہیں ہونا چاہتے۔

اور نادرہ مایوس سی گھر واپس آ گئی مگر جتنی غصے والی وہ تھی اب اس کا جواب دینے لگا تھا لیکن جب ماں باپ بھائیوں نے ہی تعاون کرنے کو تیار نہ تھے تو صبر کرنا مجبوری تھی مگر صبر کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ کل رات بھی معمولی بات پر نادر نے اس کو بہت بے رحمی سے مارا تھا یہی وجہ ہے صبح نادر کے گھر سے نکلنے تائی سے یہ کہتے گھر سے نکل آئی کہ بہت عزت بنائی اور رکھی میں نے نادر کی لیکن اب یہ بندھ مزید عزت کے قائل نہیں رہا دیکھو کیا مزہ چکھائی اس کو اپنے بھائیوں سے کیسا سیدھا کرواتی ہوں۔ پھر وہ ماں کے گھر آئی۔ نادرہ سیدھی ان کی جانب آئی اور نادرہ کا سارا غصہ ماں پر نکلنے ہوئے بولی۔

”ماں لیا نادر کے ساتھ میری خواہش یا

غلطی تھی لیکن آپ لوگ کیا اس کو بلا کر سمجھا بھی نہیں سکتے آئے دن مجھے مارتا بھی ہے۔“ وہ روتے ہوئے میض اٹھا کر ماں کو اپنا نیلا بدن دکھانے لگی پھر پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے چیخ کر بولی۔

”نکال دیں اس کی دونوں بہنوں کو بچے چھین کر اس گھر سے پھر دیکھتی ہوں کیسے سیدھا نہیں ہوتا، عقل ٹھکانے آتی ہے یا نہیں لاوارث ہوں میں مگر کیا میرا باپ بھائی وہ جانور سمجھ کر مجھے مارتا ہے۔“ بات ختم کر کے وہ روئی رہی کہ سارا بدن مارے ناصر ف نیلا پڑ گیا تھا بلکہ شدید درد کر رہا تھا۔ ماں آخر ماں تھی بیٹی کا نیلا بدن دیکھ کر تڑپ اٹھی اور مارے غصے کے نادر کی دونوں بہنوں کو آواز دے کر کہا۔

”ادھر آؤ اور دیکھو ذرا میری لاڈلی بیٹی کا کیا حشر کیا ہے تمہارے بے غیرت بھائی نے۔“ دونوں بہنیں دوڑی دوڑی آئیں نادرہ کا نیلا بدن دیکھ کر پھر چچی سے کہا۔

”ہم کیا کر سکتے ہیں وہ شروع ہی سے ایسا ہے اس لئے نادرہ کو سمجھاتے تھے نادر سے شادی نہ کرے آخر وہی ہوا جس کا ڈر تھا اس میں ہمارا کیا قصور۔“

”وہ شروع سے ایسا ہے تو اب نہیں رہے گا جب دو دو بہنیں اجڑ کر گھر نہیں گئی تو ہوش ٹھکانے آ جائے گا۔“ انہوں نے بہوؤں کو گھورتے ہوئے سفاکی سے کہا، پھر نادرہ کو تسلی دیتے ہوئے بولیں۔

”گھبراؤ مت ابھی تمہاری ماں زندہ ہے آنے دو اپنے باپ اور بھائیوں کو پھر دیکھو میں کیسے اس کا غصہ ہمیشہ کے لئے ٹھنڈا کرواتی ہوں حیرت ہے تمہاری ساس نے بھی بیٹے کی اس مار کٹائی کا کبھی ذکر نہیں کیا، بہو کو مار پڑتی تھی نہ اس

لئے بیٹی ہوتی تو پتا کیا کرتی بڑی ہوشیار عورت ہے یہ تمہاری ساس بھی۔“ انہوں نے زندگی میں پہلی بار جھٹائی کے لئے سخت زبان استعمال کی تب نادرہ نے ساس کی عزت رکھتے ہوئے کہا۔ سب کچھ بند کمرے میں ہوتا تھا تاہی کو کچھ پتا نہیں ویسے بھی ان کا کمرہ ہمارے کمرے سے کافی دور ہے اور نہ ہی میں نے ان کو بھی کچھ بتایا انہوں نے تو ابھی تک مجھے کسی کام کو ہاتھ تک نہیں لگانے دیا، خود لگا کر مجھے دیتی ہیں یہ سن کر نادرہ کی ماں خاموش ہو گئی۔

تاہم نادرہ پر ان کو شدید غصہ آ رہا تھا بلکہ ان کا جی چاہ رہا تھا ابھی خود جائیں اور مار مار کر نادرہ کا حلیہ بگاڑ دیں مگر وہ شوہر اور بیٹوں کے آنے کا انتظار کرنا چاہتی تھی اب انہوں نے نادرہ کو سبق دینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

ادھر نادرہ کی دونوں بہنیں فکر مند اور پریشان تھیں جانتی تھیں بہن کو اس طے میں دیکھ کر خود ان کے شوہر نہیں تو بچپن کی طرح چھوٹے تینوں بھائی لازمی غصے میں آئیں گے کہ وہ بہر حال ان کی لاڈلی بہن تھی ان کو اپنی ماں پر بھی غصہ آیا وہ کہاں ہوتی ہیں جب نادرہ مارتا ہے وہ نادرہ کو روک نہیں سکتی ہیں تو ظلم کسی عورت کو ایسی بے رحمی سے مارتا مگر وہ کیا کر سکتی تھیں، بھائی کے آنے تک نادرہ ماں کے کمرے میں رہی۔

اور پھر شام ہونے پر باپ بھائی بھی گھر آ گئے ماں نادرہ کو چھوڑ کر باہر بڑے صحن میں آ بیٹھی تھیں جہاں بیٹوں نے شام کو ان کے پاس آ کر بیٹھنا ہوتا تھا اور وہیں بروہ کھانا بھی کھاتے تھے آج ماں اس لئے باہر آ بیٹھی کے بیویاں شوہروں کے کان نہ بھریں کھانا سب نے سکون سے کھایا بچوں کے بارے میں پہلے ہی بہوؤں کو کہہ چکی تھیں کہ مردوں کے گھر آنے سے پہلے ان کے

کمروں میں بھیج دینا کہ وہ بچوں کے سامنے بات کرنا نہیں چاہتی تھیں اور بہوؤں کی کیا مجال تھی جو ان کی بات سے انکار کرتی کھانے کے بعد جب چائے بھی سب پی چکے تو انہوں نے نادرہ کے بارے میں بات کی بلکہ نادرہ نے اب تک جو کچھ نادرہ سے کہا تھا اور جو مارتا آیا تھا وہ سب بڑھا چڑھا کر بتایا باپ اور بھائیوں کو جوش دلانے کے لئے بتادیا۔

چند بل تو سب چپ رہے کہ باپ ان کے درمیان فیصلہ کرنے کو موجود تھا اور پھر باپ ہی بولا تھا۔

”اس لئے میں نہیں کہتا تھا نادرہ کو سمجھاؤ نادرہ جانور ہے نہ ہی وہ کسی کے کہنے میں ہے جو اس کو سمجھا سکے اہم بات یہ اپنی عزت کے علاوہ وہ کسی کو عزت کے قابل نہیں سمجھتا اب بتاؤ ہم کیا کریں۔“

”بھیسو اس کی دونوں بہنوں کو اس کے گھر پھر دیکھو عقل ٹھکانے آتی ہے یا نہیں۔“ نادرہ کی ماں نے غصے سے کہا۔

”کیسی بات کر رہی ہو ماں ہم اپنے اپنے بچوں کی ماؤں کو کیسے گھر سے نکال سکتے ہیں۔“ باپ کے بولنے سے پہلے ہی بڑے بیٹے نے کچھ ناگواری سے کہا۔

”تو کیا وہ پونجی میری پھول سی بیٹی کو مارتا رہے گا۔“ ماں نے گھور کر اس کو دیکھا۔

”غلطی بھی تو نادرہ کی اپنی ہے۔“ بڑے بیٹے نے ہی پھر کہا۔

نادرہ جو اندر بیٹھی ساری بات چیت سن رہی تھی باہر نکل آئی اور ہمیشہ کی طرح بھائیوں کو گھورتے ہوئے پورے رعب سے بولی۔

”غلطی میری ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ آپ نادرہ سے پوچھ کچھ بھی ناں کریں اس کو

سمجھائیں بھی نہ اور وہ مجھے جانور سمجھ کر مار مار کر مار ڈالے لاوارث ہوں میں مر گئے ہیں میرے سارے خاندان والے بھائیوں کو اپنی بیویوں کی فکر ہے تو کیا، باپ زندہ ہے ابھی میرا فیصلہ کرنے کو نکال دیں، ابھی اسی وقت دونوں بہنوں کو دیکھو کیسے سیدھا نہیں ہوتا ہے۔“ بات ختم کر کے وہ رونے لگی تینوں چھوٹے بھائی تڑپ کر اٹھے بہن کا حلیہ دیکھ کر ان کا خون کھول اٹھا، باپ نے بھی بیٹی کو دیکھا تو بے چین ہو گیا تب تینوں چھوٹے بھائیوں نے بہن کو گلے لگاتے ہوئے باپ سے کہا۔

”ابا نادرہ کے مسئلے کا حل آپ کو سوچنا ہو گا اور ابھی فیصلہ کرنا ہو گا، نادرہ لاوارث نہیں کہ وہ جب چاہے اس کو جانور سمجھ کر مارتا رہے گا ہاتھ تھوڑ دیں گے ہم اس بے غیرت کا۔“

”حل تو یہی ہے کہ نادرہ کی دونوں بہنوں کو گھر سے نکال دیا جائے۔“ ماں نے نفرت بھرے لہجے میں کہا اب کے دونوں بڑے بیٹے چپ رہے اور باپ نے اٹھ کر بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

”میری بیٹی لاوارث نہیں۔“

”لیکن وہ دونوں بھی میری بیٹیاں ہیں جن کو گھر سے نکالنا ظلم ہے ہاں نادرہ کو بلا کر سمجھاتے ہیں ابھی ذرا نرمی سے نا سمجھا تو پھر کچھ سختی کرنے کا بھی سوچ لیں گے۔“ پھر انہوں نے اپنے بڑے پوتے کو آواز دے کر کہا۔

”جاؤ اپنی مانی کے گھر اور تانی ماموں کو بلا کر لاؤ کہنا دادا بلا رہے ہیں فوراً آؤ۔“ اور پوتا دادا جی کی بات سنتے ہی چلا گیا۔

نادرہ شام کو ذرا دیر سے گھر آیا تھا کہ زمینوں کے کام کے سلسلے میں وہ کل گھر سے نکلتے ہی سیدھا شہر چلا گیا تھا اب گھر آیا تو نادرہ گھر پر

موجود نہیں تھی یہ حیرانی کی بات تھی جب سے شادی ہوئی نادرہ ایک رات بھی اپنے میکے نہ رہی تھی اس کی عادت تھی نادرہ کے کھیتوں پر جانے کے بعد ماں کے گھر جاتی اور نادرہ کے شام واپس آنے سے پہلے واپس آ جاتی ایک ہی گاؤں میں گھر ہونے کی وجہ سے وہ ہر دوسرے تیسرے دن ماں کے گھر چلی جاتی تھی نادرہ کو پہلی بار گڑبڑ کا احساس ہوا مگر مزید کچھ سوچنے سے پہلے ماں کو دیکھا جو یوں پریشان بیٹھی تھی۔

”ماں کیا ہوا؟“ اس نے کاندھے سے چادر اتار کر تنکے پر رکھتے ہوئے ماں کے قریب بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

”تمہیں کئی بار منع کیا تھا نادرہ کو مارتا چھوڑ دو مگر تو اپنی حرکت سے باز نہ آیا اب وہی ہوا جس کا پہلے سے ڈر تھا تمہارے جاتے ہی وہ گھر سے چلی گئی تھی اور کہہ گی تھی دیکھو اب میں نادرہ کو اپنے بھائیوں سے کیسا سیدھا کرواتی ہوں حرہ چکھائی ہوں۔“ ماں نے ساری بات بتادی۔

”اس کی یہ مجال۔“ نادرہ نے غصے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”کہاں چلے پہلے پوری بات تو سن لو۔“ ماں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو پھر بیٹھا لیا اور بولی۔

”بیٹا ابھی تمہارے چچا نے تمہیں بلا بھیجا ہے کہ فوراً آؤ سنو بیٹا یہ وقت جوش کا نہیں ہوش میں رہنے کا ہے کہ تمہاری دو بہنیں ان کے گھر میں ہیں۔“

”ماں میری بہنوں کو وہ کچھ کہہ کر دیکھیں گردن کاٹ دوں گا اس کے دونوں بھائیوں کی۔“ وہ غرایا تو ماں نے روتے ہوئے اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

”ساری زندگی تم نے اپنی من مانی کی ہے

بس آج میری بات مان لو وہ لوگ جو بھی کہیں چپ کر کے سن لیں اب اس کی طرح نادرہ کو گھر لے آؤ پھر میں سب سنبھال لوں گی اس کو سمجھا لوں گی۔“ ماں کی بات سن کر نادرہ دھاڑا۔

”چپ چاپ ان کتوں کی باتیں سن لوں کیوں زبان کاٹ دوں گا کسی نے مجھ سے کچھ کہا تو۔“

”بیٹا میرے لئے اپنی بہنوں کے لئے بس آج زبان منہ کے اندر رکھنا۔“ ماں نے روتے ہوئے اٹھ کر اس کے حجر پکڑ لئے۔

نادرہ نے پاؤں پیچھے کرتے ہوئے کہا پھر چادر اٹھا کر کاندھے پر ڈالتے ہوئے بولا۔

”آؤ اب چلیں۔“ اور ماں بھی فوراً اٹھ گئی۔

وہ دیور کے گھر آئی تو سب صحن میں بھی چار پائیوں پر بیٹھے ہوئے تھے نادرہ ماں کے ساتھ ان سب کو سلام کرتے ہوئے چچا کے پاس ان کی چار پائی پر ٹانگیں لٹکا کر بیٹھ گیا سلام کرنے کے لئے بھی ماں نے راستے میں سمجھایا تھا بیٹھنے کے بعد اس نے سب پر ایک نظر ڈالی چچی کے علاوہ گھر کی کوئی اور عورت وہاں موجود نہیں تھی نادرہ کے سارے بھائی موجود تھے اور سب نادرہ کو گھورنے والے انداز میں دیکھ رہے تھے۔

”حاجرہ بیٹا اپنی تانی اور نادرہ کے لئے کھانا لاؤ۔“ چچا نے ان کے بیٹھے ہی آواز دی۔

”اس کی ضرورت نہیں ہم لوگ کھانا کھا کر آئے ہیں۔“ نادرہ نے لہجے کو ہر ممکن طریقے سے نرم رکھنے کی کوشش کی محض ماں کی وجہ سے۔

”دودھ یا چائے۔“ چچا نے پھر پوچھا۔

”کچھ بھی نہیں چچا چائے کھانے کے بعد پی کر آیا ہوں اور دودھ رات کو سونے سے پہلے پیتا ہوں۔“ نادرہ نے پہلے والے لہجے میں کہا تو چچا

نے بخور اس کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”نادرہ سے شادی تمہاری اور اس کی پسند پر ہوئی تھی اب یہ کیا شروع کر دیا ہے تم نے۔“

”کیا شروع کر دیا ہے میں نے۔“ نادرہ نے پوچھنا ضروری سمجھا۔

”تم اس پر ہاتھ اٹھاتے ہو تو بے رحمی کی حد کر دیتے ہو یہ کوئی اچھی بات نہیں اتنی جلدی اکٹا گے تم نادرہ سے، انسان ہے وہ جانور نہیں کہ جب جی چاہے مار کٹائی شروع کر دو۔“ جواب میں نادرہ خاموش رہا تو چچا نے کہا۔

”آئندہ ایسا نہیں ہونا چاہیے وہ تمہاری بیوی ہے تمہیں اس کا خیال رکھنا چاہیے۔“ نادرہ تو پھر چپ رہا مگر ماں نے کہا۔

”مجھے تو یہاں آ کر یہ چلا نادرہ، نادرہ پر ہاتھ اٹھاتا ہے اب دیکھو گھر جا کر اس کی خبر لیتی ہوں بلاؤ میری بیٹی کو میں ابھی اس کو گھر لے جا کر پوچھتی ہوں اس نے یہ سب مجھے کیوں نا بتایا۔“

”وہ ابھی ادھر ہی رہے گی۔“ نادرہ کی ماں نے فوراً کہا۔

”نہیں وہ ادھر نہیں رہے گی میں اس کو ساتھ لے کر جاؤں گا بلائیں اس کو۔“ نادرہ نے کہا اور جانے کے لئے کھڑا ہو گیا۔

انکار کی جرأت کسی میں تھی چچا نے سنجیدگی سے مومڑ دیکھتے ہوئے بیوی سے کہا۔

”بلاؤ نادرہ کو۔“ ماں کے بلانے پر نادرہ آئی تو نادرہ نے چچا سے جانے کی اجازت چاہی چچا نے اجازت دے دی اور جب وہ جانے لگے تو نادرہ کے تینوں چھوٹے بھائی نادرہ کے قریب آئے نادرہ کو سر پر پیار دیا پھر نادرہ سے مخاطب ہوئے۔

”جو ہو چکا سو ہو چکا آئندہ ایسا نہیں ہونا چاہیے اگر آئندہ تم نے نادرہ پر ہاتھ اٹھایا تو خود

تمہارے حق میں اچھا نہیں ہو گا۔“ بھائیوں کی بات پر نادرہ نے ہنک کر نادرہ کو دیکھا۔

نادرہ نے بمشکل ضبط کیا کہ ماں سے وعدہ کر چکا تھا پھر چچا سے اجازت لے کر جلدی سے باہر نکل آیا جسم میں خون پیڑول میں بدل گیا تھا پیچھے پیچھے ماں اور نادرہ بھی نکل آئیں نادرہ کو کہہ ابھی آنا نہیں چاہتی تھی مگر ماں کے سمجھانے پر آئی تھی راستے میں تینوں میں کوئی بات نہ ہوئی آگے آگے تیز تیز نادرہ چل رہا تھا اور پیچھے پیچھے وہ دونوں سانس بہو چل کر بھاگتے ہوئے نادرہ کا ساتھ دے رہیں تھی اور وہ پھر اپنے گھر پہنچ گئے، نادرہ سیدھی اپنے کمرے میں چلی گئی نادرہ کو ماں نے روک لیا پھر کھانا اس کے سامنے رکھتے ہوئے بولی۔

”بیٹا تمہارا چچا اچھا ہے جس نے تمہیں کچھ نہیں کہا تم بھی اب اپنے چچا کی عزت کا خیال رکھنا اب نادرہ پر ہاتھ مت اٹھانا عورت پر ہاتھ اٹھانا ویسے بھی کوئی اچھی بات نہیں۔“ نادرہ خاموشی سے کھانا کھاتا رہا ماں کو کوئی جواب نہ دیا تاہم اس کی پیشانی ہمیشہ کی طرح شکن آلود ہو چکی تھی کھانا کھانے کے بعد وہ تب تک وہیں بیٹھا رہا جب تک ماں سونے کے لئے اپنے روم میں نہیں چلی گئی ماں کے جانے کے کافی دیر بعد وہ اٹھا اور پھر اپنے روم میں آ گیا مومڑ تباہ کن حد تک خراب تھا۔

وہ اپنے کمرے میں داخل ہوا تو نادرہ بستر پر لیٹنے کی بجائے صوفے پر بیٹھی ریڈیو سن رہی تھی یوں جیسے کچھ ہوا ہی نہیں نادرہ نے چادر اتار کر الماری میں رکھی پھر وہیں کھڑے کھڑے پوچھا۔

”تم اپنی ماں کے گھر کیا لینے گئی تھی۔“

”تم نے جو مجھے مارا تھا اس لئے۔“ نادرہ نے وہیں بیٹھے بیٹھے جواب دیا۔

”میں نے تمہیں پہلی بار تو نہیں مارا تھا۔“

نادرہ نے پھر وہیں سے پوچھا۔

”ہاں تم نے مجھے پہلی بار تو نہیں آخری بار مارا تھا اس لئے کئی تمہیں یہ بتانے کہ میں لاوارث نہیں.....“ نادرہ کو مارے غرور کے دیکھتے ہوئے بات ادھوری چھوڑ دی۔

”کیا دیکھا پھر اور یہ تم نے کیسے سوچ لیا کہ میں نے آخری بار مارا تھا۔“ اب وہ نادرہ کے سر پر آن کھڑا ہوا تو نادرہ بھی فوراً کھڑی ہو گئی تینوں چھوٹے بھائیوں کے الفاظ یاد تھے جو انہوں نے باہر نکلتے ہوئے نادرہ سے کہے، اس لئے نادرہ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بے خوفی سے بولی۔

”مجھے ہاتھ نہ لگانا نادرہ ورنہ میرے بھائی.....“ بات ادھوری رہی نادرہ کا پڑنے والا تھپڑ کچھ ایسا ہی تھا کہ نادرہ دوبارہ صوفے پر جا گری اس کے ساتھ ہی نادرہ غرایا۔

”میں ان کتے کے پتروں سے ڈرتا ہوں جو وہ جیسا کہیں گے ویسا ہی کر دوں گا۔“ وہ غصے میں چچا کو بھی گالی دے گیا، نادرہ اچھل کر دوبارہ اٹھی وہ چلائی۔

”نادرہ مجھے مارنے کا نتیجہ اس بار بہت برا ہو گا تمہاری دونوں بہنیں روئے۔“ تو میری ماں جیسی بہنوں کا نام لے گی نکالیں وہ ذرا میری بہنوں کو گھر سے تیرا سارا خاندان قتل کر کے بہنوں کے گھر اجار کر نہیں ان کو بیوہ بنا کر اپنے اس گھر میں رکھوں گا۔“ اس نے مزید ایک تھپڑ نادرہ کے منہ پر رسید کیا اور وہ بجائے ڈرنے کے غرائی۔

”صبح ہونے دو نادرہ دیکھنا میں تمہارا کیا حشر کرواتی ہوں۔“

”صبح ہو گی تو تب نہ۔“ نادرہ نے اس کو بالوں سے پکڑا پھر بھول گیا کہ وہ بیوی کو مار رہا ہے یا جانور کو زندگی میں پہلی بار کسی نے اس کو

دھمکی دی تھی کہ نادرہ کو مارنے کا انجام کیا ہو سکتا ہے اس نے خوب جی بھر کر نادرہ کو مارا خاموش نادرہ بھی نہ رہی نادرہ کا ہاتھ چلتا رہا اور نادرہ کی زبان جب وہ مارتے مارتے تھک گیا تو جا کر بستر پر بیٹھ گیا پھر روتی ہوئی نادرہ پر ایک نظر ڈالتے ہوئے بولا۔

”اب غور سے سنو صبح تم اپنی ماں کے گھر گئی تو میں نے جو کہا ہے وہی کرونگا نہ صرف تمہارے بھائیوں بلکہ ساتھ تمہیں بھی قتل کرونگا نادرہ جو کہتا ہے وہی کرتا بھی ہے اس لئے کہ نادرہ ڈرنے والے دن پیدا نہیں ہوا۔“ پھر وہ بستر پر لیٹا اور سو بھی گیا مگر نادرہ مارے غصے اور انتقام کے لئے جاگتی رہی روتی رہی۔

اب وہ خود بھی اپنی ماں کے گھر جا کر ان کی موت یا تباہی کا سامان کرنا نہیں چاہتی تھی چاہتی تھی نادرہ نے جیسا کہا ہے ویسا ہی کرے گا بھی مگر نادرہ کو بھی اب معاف کرنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا گو زبان نادرہ نے بھی خوب جی بھر کر چلائی تھی کہ وہ بھی ڈرنے والے دن پیدا ہی نہیں ہوئی تھی مگر مارتے ہوئے بھی نادرہ نے ظلم کی حد کر دی تھی، مارتے ہوئے یہ دیکھنے کی زحمت ہی نہ کی تھی کہاں کہاں لگ رہی ہے وہ تو سو گیا، مگر نادرہ جاگتی رہی سوچتی رہی۔

وہ کئی ہفتوں ریڈیو پر عورتیں کے حقوق کے حوالے سے ایک پروگرام سن رہی تھی جس پروگرام کے آغاز پر میزبان کہتی۔

”یہ پروگرام عورتوں کے ساتھ امتیازی سلوک عورتوں پر جنسی تشدد عورتوں کے ساتھ نامناسب رویہ اختیار کرنے اور عورتوں کے دیگر مسائل پر مشورہ رہنے کے لئے ہوتا تھا اور نامناسب حالات میں مدد حاصل کرنے کے لئے ہوتا تھا۔“ اور نامناسب حالات میں پروگرام کے

آخر میں دو تین بار ایک پتہ لکھوایا جاتا تھا، فوری طور پر رابطہ کرنے کے لئے فون نمبر بھی بتایا جاا نادرہ نے نادرہ کے رویے سے تنگ آ کر ایک دن یونہی فون نمبر اور پتہ لکھ کر رکھ لیا تھا کہ نادرہ نے ماں سے ڈرتا تھا اور نہ بڑی بہنوں سے بھائی کوئی تھا نہیں اور باپ فوت ہو چکا تھا تاہی وہ اب نادرہ کے رعب میں آتا تھا ماں باپ کے گھر وہ جانا نہیں چاہتی ہوں لیکن اب جا کر بھی نتیجہ دیکھ لیا تھا۔

اب لے دے کر بھی پروگرام والے نادرہ کو سمجھا سکتے تھے سپیڈی راہ پر لا سکتے تھے بہت سوچنے کے بعد نادرہ نے پروگرام کرنے والوں سے مدد حاصل کرنے کا پروگرام بنایا۔

صبح ناشتہ کرنے کے بعد کھیتوں پر جانے سے پہلے نادرہ کا دل یہ دیکھ کر نرم ہوا مگر کل رات جو اس کے بھائیوں نے کہا تھا وہ بھولا نہیں تھا اس لئے جھک کر اس کا کاندھا پکڑ کر ہلایا نادرہ نے بمشکل آنکھیں کھول کر اس کو دیکھا نادرہ نے کہا۔

”میں کھیتوں پر جا رہا ہوں ماں کے گھر جانے سے پہلے اپنے اور ان کے انجام پر غور کر لینا اور بہت آرام کر لیا تم اب اٹھو اور گھر کے کام کاج کرو کھانا وغیرہ خود پکاتا میری ماں تمہاری نوکر نہیں تمہیں پکا پکا کر کھلاتی رہے۔“ بات ختم کرتے ہی وہ کمرے سے نکل گیا اور نادرہ پوری کی پوری ہوش میں آگئی یعنی اس کو اپنے رات والے رویے پر ذرا سا بھی افسوس نہیں اب سزا دینا بے حد ضروری تھا وہ فوراً اٹھ بیٹھی اور رات پروگرام طے کیا تھا اسی پر ایک بار پھر غور کرنے لگی۔

اور پھر نادرہ کے کام پر جاتے ہی وہ اسی حلیے میں چادر اوڑھ کر گھر سے نکل آئی چوہے کے پاس بیٹھی تائی جو رات والی مار سے بے خبر تھی

ناشتے کا پوچھتے ہوئے یہ بھی پوچھا۔

”کہاں جا رہی ہو؟“ وہ سنی ان سنی کر کے تیزی سے باہر نکل آئی نادرہ کو سمجھانا تو دور کی بات انہوں نے مارتے ہوئے نادرہ کا بھی ہاتھ بھی نہ پکڑا تھا شروع میں نادرہ نے ایک دو بار نادرہ کے سخت رویے کی شکایت کی تو انہوں نے یہ کہہ کر جان چھڑائی۔

”دھی تجھے تو اچھی طرح پتا تھا وہ بچپن ہی سے ایسا ہے میں اس کو کچھ ہوئی تو وہ تمہارے مجھے بھی برا بھلا کہے گا اس لئے مجھے تو معاف ہی رکھو۔“

اس کے بعد اس نے ماں باپ کے گھر جا کر بھی دیکھ لیا تھا بچہ کوئی تھا نہیں جو دل بہلاتا اس وقت وہ صرف یہ چاہتی تھی جس طرح رات نادرہ نے اس کو مارا ہے کوئی نادرہ کو بھی مار کر اس کا یہ غصہ ٹھنڈا کر دے اس لئے وہ گھر سے نکل آئی، این جی او کے دفتر جانے کے لئے، نادرہ سے انتقام لینے کے لئے۔

☆☆☆

نادرہ کا گاؤں شہر کے قریب ہی تھا وہ بس میں بیٹھ کر شہر آئی اور بڑی مشکلوں اور کوشش سے بلا آخر اپنی مطلوبہ جگہ آ پہنچی کہ وہ بہر حال ایک پڑھی لکھی لڑکی تھی یہ ایک پلازہ تھا جسے کہ سیکنڈ فلور پر ایک بڑے سے روم کے باہر وہ نمبر والے نام لکھا تھا جو پروگرام میں بتایا جاتا تھا۔

نادرہ کچھ دیر کمرے کے باہر کھڑی سوچتی رہی پہلی بار کسی ایسی جگہ آئی تھی وہ بھی بہت مجبور ہو کر گو کہ وہ بہت گھبرا رہی تھی مگر اس وقت اندر جاتے ہوئے گھبرا رہی تھی پھر اس نے سر جھٹک کر سوچا اب جب یہاں تک آگئی ہوں تو ڈرنا کیسا یہ سوچتے ہی اس نے ذرا سا دروازہ کھول کر اندر جھانکا۔

سامنے ہی بڑی سی میز کے پیچھے ایک لڑکی بیٹھی تھی میز پر بہت سارے کاغذات اور فون کا سیٹ رکھا تھا ایک جانب دیوار کے ساتھ صوفہ سیٹ لگا تھا دوسری جانب فی وی ڈرائی پر فی وی بھی رکھا تھا روم خاصا بڑا تھا اور سارے کمرے میں نہ صرف کارپٹ بچھا تھا بلکہ درمیان میں کارپٹ پر ریڈ قالین کا ایک ٹکڑا بھی پڑا تھا لڑکی کے علاوہ کمرے میں اور کوئی نہیں تھا یہ دیکھ کر نادرہ کو حوصلہ ہوا۔

کمرے کا جائزہ لینے کے بعد وہ ہمت کر کے کمرے میں داخل ہو گئی پھر سپیڈی میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھی لڑکی کی جانب آئی اور بڑے ادب سے اس کو سلام کیا تھا لڑکی نے سلام کا جواب دیتے ہوئے اس کو کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور پھر نادرہ کے بیٹھ جانے کے بعد اس نے نادرہ سے اس کی سنوری پوچھی، نادرہ، نادرہ سے تپتی ہوئی تھی رات جو مار کھائی تھی وہ بھی چہرے پر نمایاں تھی یہی وجہ ہے نادرہ نے خوب نمک مرچ لگا کر نادرہ کے ظلم کے قصے بیان کیے اور آخر میں کہا۔

”وہ یہاں مدد کے لئے آئی ہے نادرہ کو یہاں بلا کر ذرا ٹھیک طریقے سے سمجھایا جائے بلکہ اگر ہو سکے تو ہلکی پھلکی پھینٹی بھی لگائی جائے تاکہ وہ آئندہ مجھ پر ہاتھ نہ اٹھا سکے۔“ نادرہ کے خاموش ہوتے ہی سامنے بیٹھی لڑکی نے تیز لہجے میں کہا۔

”ارے اٹھو اٹھو یہاں سے کہاں پھنسنے آگئی ہو میری بہن۔“

”کیا مطلب؟“ نادرہ نے گھبرا کر اٹھتے ہوئے پوچھا۔

”اچھا اچھا بیٹھو اور غور سے سنو۔“ لڑکی نے اس کو دوبارہ بیٹھنے کا اشارہ کیا، کچھ دیر سوچتی رہی

جیسے کوئی فیصلہ کر رہی ہو پھر بولی۔

”بی بی کہاں کی مدد اور کہاں کا مشورہ یہ پروگرام عورتوں کو دھندے پر لگوانے والے دلال لوگ کرواتے ہیں یہاں مدد اور مشورے لینے آنے والی ہر لڑکی باقی کی تمام عمر عزت دار لوگوں میں بیٹھنے کے بھی قابل نہیں رہتی کسی اور کی نہیں مجھ سے میری ہی کہانی سنو۔“

”دو بچے تھے میرے شوہر اچھا تھا مگر بڑی فیملی تھی اور وہ بڑا بیٹا تھا باپ فوت ہو چکا تھا، اس لئے سارے خاندان کی دیکھ بھال اس کی ذمہ داری تھی تنخواہ گو کہ اچھی تھی مگر وہ مجھے برائے نام پاگٹ منی دیتا تھا کہ اسے ماں کو بھی گھر کے خرچ کے لئے پیسے دینے ہوتے تھے اور چھوٹے بہن بھائیوں کی بھی ضرورت پوری کرنی ہوتی تھی دیکھا جائے تو سب ٹھیک ہی تھا کہ ادھر ہمارے گھر یہاں اکثر گھروں میں ایسا ہی تو ہوتا ہے مگر میری اپنی ہی ماں نے میرے کان بھرے کہ اپنے شوہر سے وہ گھر کے اندر ہی سہی تمہیں الگ خرچہ ڈال کر دے تم اپنی روٹی الگ پکاؤ گی اور میں نے بغیر کچھ سوچے سمجھے ایسا ہی کیا اور شوہر کے ساتھ لڑائی جھگڑے شروع کر دیئے وہ تھا تو اچھا مگر الگ کھانا پکانے سے انکار کر دیا مگر میں نے تقاضہ نہ چھوڑا۔“

”میں نے اپنے اچھے شوہر کا ہی نہیں اپنے سسرال والوں کا بھی جینا حرام کر دیا، ایسے حالات میں ہی میں جس بیوٹی پارلر وغیرہ پر فیشن وغیرہ کروانے جاتی تھی مجھے ان لوگوں سے مدد اور مشورے کے لئے بھیجا یہ تو بعد میں پتا چلا کہ وہ انہیں دلال لوگوں کی اپنی لڑکی تھی جس نے میرے جیسی بے وقوف لڑکیوں کو پھنسانے کے لئے پارلر کھول رکھا تھا۔“

”اور یہاں آنے کے بعد شوہر تو کیا میرا اپنا

خاندان بھی چھوٹ چکا ہے کہ ان لوگوں نے میرے شوہر کو سمجھانے کی بجائے مزید مجھ سے متنفر کر دیا اور وہ جو بہت اچھا تھا اس نے مجھے طلاق دے دی پھر یہ لوگ میرے پیچھے ایسے لگے کہ مجھے کال گرل بنا کر ہی دم لیا اب بچوں کی شکل دیکھنے کو بھی ترستی ہوں اور سوچتی ہوں شوہر بھی اچھا تھا اور اس کے گھر والے بھی بس میں ہی ماں کے کہنے میں آ کر بہکی اور اب نتیجہ کی صورت میں یہاں بیٹھی ہوں جس کی وجہ سے یہ سب ہوا وہ بھی نہ رہی طلاق سے پہلے ہی مر گئی۔“ وہ خاموش ہو کر کچھ دیر خلا میں گھورتی رہی پھر ایک سر آہ بھر کر بولی۔

”یاد رکھو عورت کے حقوق گھر کے اندر ہیں گھر کے باہر نہیں شوہر کے خلاف مدد حاصل کرنے کے لئے دوسروں کے پاس جانے والیاں اپنی عزت بھی کھو دیتی ہیں فوراً اپنے گھر اپنے شوہر کے پاس واپس جاؤ اور بہتر ہے کہ اپنی اس گز بھر کمی زبان کنٹرول کرو کہ کوئی لمبی مرد زبان دراز عورت کو پسند نہیں کرتا بہتر ہے کہ اپنے گھر اور ادھر ادھر جانے کی بجائے محبت سے اس کو سمجھاؤ، یاد رکھو مرد کتنا بھی کرخ مزاج یا وحشی ہو نرمی اور محبت سے اس کو مات دی جاسکتی ہے کہ عورت مرد کی محبت ہی نہیں ضرورت بھی ہوتی ہے اور سنو عورت کی عزت کا سچا محافظ اس کا شوہر ہی ہوتا ہے اب تم یہاں آئی گئی ہو تو میں تمہیں بتاؤ جتنی بھی این جی او یا اور ادارے خواتین کے حقوق کی بات کرتے ہیں ان میں اکثریت ان سادا عورتوں کو گھروں سے نکال کر بازار میں بٹھانے والوں کی ہوتی ہے ذرا خود ہی اپنی عقل سے سوچو یہ لوگ تمہارے کیا لگتے ہیں جو تمہارے حقوق کی بات کریں تم سے ہمدردی کریں ماموں ہیں تمہارے چچا تائے ہیں تمہارے، یہ بھی

درست ہے کہ کچھ ادارے ایسے بھی ہیں جو تھوڑا بہت صحیح کام بھی کرتے ہیں لیکن وہ بھی کبھی کبھار بات سنبھالنے کی بجائے بات بگاڑ دیتے ہیں محض غیر ملکی فنڈز حاصل کرنے کے لئے عورت محض ایک سانحہ کی وجہ سے اپنے گاؤں میں اپنے تھاپے تھاپے فرانس اور امریکہ جا پہنچی اس کا وہاں کیا کام تھا یہ این جی او بھی جو لگی اور مختار مائی نے کتاب بھی لکھ ڈالی حالانکہ وہ جی ان بڑھ ہے مختار مائی کی شہرت اور دولت دیکھ کر اکثر لڑکیاں سوچتی ہیں کاش ہی سانحہ ان کے ساتھ پیش آتا، تمہاری قسمت اچھی ہے کہ تمہارا سامنا مجھ سے ہو گیا میری جگہ کوئی اور ہوتی جو وہ تمہیں گھر واپس نہ جانے دیتے شکر کہ یہاں میں ہوں اس لئے تمہاری عزت بچ گئی مجھے جب بھی موقع ملتا ہے میں یہاں آنے والی ہر لڑکی کو بچا لیتی ہوں میں نہیں چاہتی کہ جو میرے ساتھ ہوا ہے اس کے ساتھ بھی ہو کہ گھر گھر ہوتا ہے مگر میں ادھر کم ہی آتی ہوں شکر کرو چوکیدار بھی نہیں ہے اب اٹھو اور فوراً یہاں سے نکل جاؤ مڑ کر بھی مت دیکھنا اب اگر اللہ نے تمہاری عزت بچا دی ہے تو بچا کر ہی رکھنا۔“ پھر وہ زیر لب بڑبڑاتی۔

اور نادرہ یوں اچھل کر کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی جیسے کرنٹ لگا ہو پھر مارے خوف اور گھبراہٹ کے وہ بھاگتی ہوئی دفتر سے باہر نکل آئی نادرہ نے کتنا مارا اور کیسے مارا وہ سب بھول چکی تھی وہ تو اب صرف یہ چاہتی تھی کہ جیسے بھی ہو وہ جلد از جلد اپنے نادرہ کے پاس واپس چلی جائے کہ وہ ایک شریف خاندان کی شریف بیٹی تھی۔

☆☆☆

شام کے قریب وہ گاؤں والے اسٹاپ پر اتری تو وہاں نادرہ کو کھڑا دیکھ کر بجائے غصہ کے اس کی جان میں جان آئی ورنہ سارا راستہ وہ

ڈرتی ہوئی آئی تھی کہ کہیں وہ لوگ اس کے پیچھے نہ آ رہے ہوں وہ رات والی مار بھول کر خود نادرہ کی جانب بڑھی تو نادرہ بھی بے تابی سے اس کی طرف بڑھا پھر اس کا ہاتھ تھام کر پریشان لہجے میں پوچھا۔

”نادرہ کہاں چلی گئی تھی تو کھیتوں پر جا کر مجھے اپنی زبانی کا احساس ہوا میں دوپہر میں تجھے منانے گھر آیا تو ماں نے بتایا تم بغیر کچھ بتائے گھر سے چلی گئی ہو تمہاری تلاش میں نکلا ہی تھا کہ کچھ پچاسو سے سامنا ہو گیا اس نے بتایا کہ وہ تمہیں اپنے تانگے پر اسٹاپ پر چھوڑ کر آیا تھا تب سے یہاں تمہارے انتظار میں کھڑا ہوں تمہارے لئے کتنا پریشان تھا بتا نہیں سکتا کہاں گئی تھی تم میں تو ڈر گیا تھا یہ سوچ کر کہیں تم اپنے ساتھ کچھ غلط نہ کر بیٹھو۔“

اگرچہ نادرہ نے نادرہ کی کسی بات کا جواب نہیں دیا تھا مگر اپنا ہاتھ بھی اس کے ہاتھ سے نہیں چھڑایا تھا، کیونکہ ایسا کر کے اس کو گھر اسکون مل رہا تھا، اللہ نے بڑا کرم کیا کہ عزت بچ گئی تھی اگر وہ لڑکی نہ ہوتی وہاں تو پھر کیا ہوتا ہی جو اس لڑکی کے ساتھ ہوا تھا شکاری کتے اس کو بھی شکار کر لیتے، نادرہ اس کو ساتھ لئے تانگے پر بیٹھا اور پھر دونوں گھر کے سامنے آ کر اتر گئے، گھر میں داخل ہوتے روٹیاں پکائی ہوئی پریشان سی تائی نے پوچھا۔

”کہاں چلی گئی تھی تو بغیر بتائے؟“ نادرہ کوئی جواب دیے بغیر اپنے کمرے میں داخل ہوئی نادرہ اس کے پیچھے ہی تھا، نادرہ نے چادر اتار کر صوفے پر پھینکی اور خود بستر پر بیٹھ گئی نادرہ بھی اس کے سامنے بیٹھ گیا یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ اس کو برا بھلا کہے گی اس نے دل میں طے کر لیا تمہارات جو کچھ بھی اس کے ہاتھوں

ہوا ہے اس کے بعد وہ خاموشی سے اس کی ڈانٹ سن لے گا مگر ایسا کچھ نہ ہوا اور جو ہوا وہ نادرہ کے لئے بے حد حیران کن تھا، اس کے کچھ بولنے سے پہلے ہی نادرہ نے اس کے سینے لگتے ہوئے ہلکی آواز میں کہا۔

”تمہارے علاوہ کوئی مرد مجھے ہاتھ لگائے اس سے پہلے مجھے موت آ جائے عورت کے حقوق گھر کے اندر ہیں گھر کے باہر تو شکاری کتے سواور لہیرے ہیں کتنی بڑی غلطی کرنے لگی تھی میں ”اللہ“ نے مجھے بچا لیا۔“ کہہ کر اس نے پوری ستوری نادرہ کو سادی پھر روتے ہوئے کہا۔

”رات تم نے مارا بھی تو بہت بے رحمی سے تھا اور پھر تم نے میرا ریڈیو بھی توڑ دیا تمہیں پتا ہے نہ گانے سننے کا مجھے شوق ہے میں ریڈیو کے بغیر نہیں رہ سکتی۔“

یہ ٹھیک ہے کہ نادرہ غصے والا حراج رکھتا تھا مگر نادرہ سے اس کو کچی محبت تھی پہلی بار اپنے سخت رویے کا احساس ہوا اور نادرہ نے دل سے معافی مانگتے ہوئے کہا۔

”نادرہ اس بار معاف کر دو پھر تم پر ہاتھ نہیں اٹھاؤں تو زندہ ہی نہ رہوں۔“ یہ سنتے ہی نادرہ نے تڑپ کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

”اللہ نہ کرے کہ تمہیں کچھ ہو مار لیا کرو کبھی کبھار مگر ہاتھ ہولا رکھا کرو۔“ اس کی مصومانہ بات سن کر نادرہ نے بے ساختہ اس کو گلے سے لگاتے ہوئے کہا۔

”اپنے ہاتھ خود ہی توڑ دوں گا اگر پھر کبھی تم پر اٹھائے دیار ریڈیو تو وہ کل ہی نیلا دوں گا۔“ اچانک باہر سے آئی ماں کی آواز سن کر وہ چپ ہو گیا۔

”بتر نادرہ کو ساتھ لے کر آؤ اور دونوں کھانا کھا لو آج میں نے نادرہ کی پسند کی کبھی گوشت

پکایا ہے۔“

وہ نادرہ کے ساتھ اٹھ کر باہر آیا تو ماں دونوں کے لئے چار پانی پر کھانا رکھ چکی تھی نادرہ نے دیکھا پھر تائی سے مخاطب ہوئی۔

”تائی جی اب کھانا پکانے سے آپ کی چھٹی کل سے میں سب کام خود ہی کیا کروں گی۔“ پھر نادرہ کے ساتھ چار پانی پر بیٹھ کر وہ کھانا کھانے لگی جبکہ تائی حیران ہو کر اس کو دیکھ رہی تھی کہ یہ نادرہ نے کیا کہا ہے، میں نہیں جانتی تھی محبت سب کچھ مٹا بھی لیتی ہے اور ماں بھی لیتی ہے۔

☆☆☆

ابھی کتابیں پڑھنے کی عادت ڈالیے

ابن انشاء

- ☆ اردو کی آخری کتاب.....
- ☆ شمار کنندہ.....
- ☆ دنیا کول ہے.....
- ☆ آوارہ گرد کی ڈائری.....
- ☆ ابن بطوطہ کے تعاقب میں.....
- ☆ چلتے ہو تو چین کو چلئے.....
- ☆ گری گری پھر اسافر.....
- ☆ خط انشائی کے.....
- ☆ بستی کے اک کوپے میں.....
- ☆ چاند نگر.....

لاہور اکیڈمی، چوک اردو بازار لاہور

فون نمبرز 7321690-7310797